بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم وَعَلٰی آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن.

زمین کی پیداوار میں زکاۃ یعنی عُشر

خالق کائنات کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت زمین کی تخلیق ہے جس میں اللہ جل شانہ کے حکم سے بے شمار اناج، پھل پھول، سبزیاں اور طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم واحسان ہے کہ اس نے زمین کو انسان کے تابع بنادیا اور اس میں قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی روزی کا عظیم ذخیرہ جمع کردیا۔

اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پیداوار کے قابل بنایا اور پیداوار کے اگنے اور اس کے نشوونما کے لئے بادلوں سے پانی برساکر، پہاڑوں سے چشمے بہاکر اور زمین کے اندر پانی کے ذخیرے رکھ کر وافر مقدار میں پانی پیدا کردیا، نیز ہوا کے انتظام کے ساتھ روشنی وگرمی کا خاص نظم کیا تاکہ تمام انس وجن اور جاندار زمین کی پیداوار سے بھرپور فائدہ اٹھاکر زندگی کے ایام گزارتے رہیں۔

یقیناً زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے ہی نے زمین سے پیداواری کا یہ سارا انتظام کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: اَفَرَاَیْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہُ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ (سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۶۳) اچھا یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم زمین میں بوتے ہو، کیا اسے تم اگاتے ہو، یا اگانے والے ہم ہیں۔ یعنی تمہارا کام بس اتنا ہی تو ہے کہ تم زمین میں بیج ڈال دو اور محنت کرو۔ اس بیج کو پروان چڑھاکر کونپل کی شکل دینا، اور اسے درخت یا پودا بنادینا اور اس میں تمہارے فائدے کے پھل یا غلے پیدا کرنا کیا تمہارے اپنے بس میں تھا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو تمہارے ڈالے ہوئے بیج کو یہاں تک پہنچادیتا ہے۔

یقینی طور پر زمین کی پیداوار کا ہر ہر دانہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اور حقیقی پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسان تو اللہ کی عظیم نعمتوں (مٹی کو پیداوار کے قابل بنانا، پانی، ہوا، گرمی وسردی اور روشنی کا انتظام وغیرہ) سے فائدہ اٹھائے بغیر ایک تنکا بھی زمین سے نہیں اگا سکتا۔ اس عظیم نعمت پر ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے ہمارے لئے عمدہ عمدہ غذاؤں کا انتظام کیا۔ شریعت اسلامیہ نے اظہار تشکر کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر عشر یا نصف عشر (دسواں یا بیسواں حصہ) یعنی دس یا پانچ فیصد زکاۃ نکالیں تاکہ غریبوں اور محتاجوں کی ضرورتوں کی تکمیل ہوسکے۔

پیداوار کی زکاۃ کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرتا ہے: وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفاً اُكُلُهُ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهِ اِذَا اَثْمَرَ وَآتُوْا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱) اللہ وہ ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں سے کچھ (بیل دار ہیں جو) سہاروں سے اوپر چڑھائے جاتے ہیں اور کچھ سہاروں کے بغیر بلند ہوتے ہیں، اور نخلستان اور کھیتیاں پیدا کیں، جن کے ذائقے الگ الگ ہیں، اور زیتون اور انار پیدا کئے، جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیں تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو، اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو، وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ، وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ، وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۷) اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہو اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہو اس کی اچھی چیزوں کا ایک حصہ (اللہ کے راستے میں) خرچ کیا کرو۔ اور یہ نیت نہ رکھو کہ بس ایسی خراب قسم کی چیزیں (اللہ کے نام پر) دیا کرو گے جو (اگر کوئی دوسرا تمہیں دے تو نفرت کے مارے) تم اسے آنکھیں میچے بغیر نہ لے سکو۔ اور یاد رکھو کہ اللہ بے نیاز ہے اور قابل تعریف ہے۔

قرآن کریم کے پہلے مفسر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فِيْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ (صحیح مسلم، مسند احمد، نسائی، ابوداود) جو زمین دریا اور بادل سے سینچی جائے، اس کی پیداوار کا دسواں حصہ اور جو زمین کنویں سے سینچی جائے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ (زکاۃ کے طور پر نکالا جائے)۔

قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ (صحیح بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ) جو زمین آسمان، چشمہ اور تالاب کے پانی سے سینچی جائے اس کی پیداوار کا دسواں حصہ، اور جو زمین ڈول یا رہٹ کے ذریعہ سینچی جائے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ (زکاۃ کے طور پر نکالا جائے)۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ زمین کی پیداوار پر دسواں یا بیسواں حصہ (دس یا پانچ فیصد) زکاۃ میں دینا ضروری ہے، اگرچہ اس کی تفصیلات میں کچھ اختلافات ہیں۔ (بدائع الصنائع) شیخ ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب "المغنی" میں تحریر کیا ہے کہ زمین کی

پیداوار میں زکاۃ کے وجوب کے سلسلہ میں امت کے درمیان کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔

عُشر کے معنی:

عشر کے اصل معنی دسویں حصہ کے ہیں، لیکن حضور اکرم ﷺ نے پیداوار کی زکاۃ کے متعلق جو تفسیر بیان فرمائی ہے، اس میں زمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔

۱) اگر زمین بارانی ہو یعنی بارش یا ندی و نہر کے مفت پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیدوار میں عشر یعنی دسواں حصہ زکاۃ میں دینا فرض ہے۔

۲) اگر زمین کو ٹیوب ویل وغیرہ سے خود سیراب کیا جاتا ہے تو نصف عشر (پانچ فیصد) یعنی بیسواں حصہ زکاۃ میں دینا فرض ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر مفت پانی سے سیراب ہو کر پیداوار ہوئی ہے تو دسواں حصہ (دس فیصد) ورنہ بیسواں حصہ (پانچ فیصد)۔

اگر زمین دونوں پانی (یعنی بارش وغیرہ اور ٹیوب ویل) سے سیراب ہوئی ہے تو اکثریت کا اعتبار ہوگا۔

فقہاء کی اصطلاح میں دونوں قسم پر عائد ہونے والی زکاۃ کو عشر ہی کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نصاب عُشر:

قرآن وحدیث کے عموم کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر کے لئے کوئی نصاب ضروری نہیں ہے بلکہ ہر پیداوار پر زکاۃ واجب ہے خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ۔ یعنی عشر میں زکاۃ کی طرح کوئی نصاب ضروری نہیں کہ جس سے کم ہونے پر عشر ساقط ہو جائے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں پھلوں، سبزیوں اور ترکاریوں پر بھی زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) واجب ہے۔ دیگر ائمہ اور امام محمدؒ وامام یوسفؒ کے نزدیک حدیث (لیس فیما دون خمسة اوسق صدقه) کی روشنی میں پانچ وسق (چھ کوئنٹل اور ۵۳ کیلو) سے اگر کم پیداوار ہو تو ایسے لوگوں پر عشر واجب نہیں ہے۔ یعنی اگر چھ کوئنٹل اور ۵۳ کیلو سے کم گندم پیدا ہو تو اس پر عشر واجب نہیں۔

عُشر اور زکاۃ میں فرق:

پیداوار کی زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ہر پیداوار پر دی جائے گی، خواہ سال میں ایک سے زیادہ پیداوار ہوئی ہو، یعنی اگر ایک سے زیادہ مرتبہ پیداوار ہوئی ہے تو ہر مرتبہ عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔ مال یا سونے وچاندی کی زکاۃ کے وجوب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ضروریات سے بچا ہوا ہو، نصاب کو پہنچا ہوا ہو اور اس پر ایک سال گزر گیا ہو لیکن پیداوار کی زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) کے لئے یہ تمام شرطیں ضروری نہیں ہیں۔ غرضیکہ مال یا سونے وچاندی پر سال میں ایک ہی بار زکاۃ واجب ہوتی ہے، جبکہ سال میں دو پیداوار ہونے پر دو مرتبہ زکاۃ ادا کی جائے گی۔

پیداوار پر زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) کی ادائیگی کے بعد اگر غلہ کئی سال تک بھی رکھا رہے تو اس پر دوبارہ زکاۃ ضروری نہیں ہے، ہاں اگر

غلہ بیچ دیا گیا تو اس سے حاصل شدہ مال پر ایک سال گزرنے اور نصاب کو پہنچنے پر زکاۃ واجب ہوگی۔

کھیت کی زمین پر کوئی زکاۃ واجب نہیں ہوتی ہے چاہے جتنی قیمت کی ہو۔

بٹائی کی زمین کا عشر:

جس کے حصہ میں جتنی پیداوار آئے گی اس کے مطابق اس کی زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ادا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً زمین مالک اور کھیتی کرنے والے کے درمیان آدھی آدھی پیداوار تقسیم ہوئی تو دونوں کو حاصل شدہ پیداوار پر زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ادا کرنا ضروری ہے۔

کٹائی کا خرچ اور عشر:

پیداوار کی زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) تمام پیداوار سے نکالی جائے گی، اس میں کٹائی وغیرہ کے مصارف شامل نہیں کئے جاتے ہیں، مثلاً سو کوئنٹل گندم پیدا ہوئے، پانچ کوئنٹل گندم کٹائی میں اور دس کوئنٹل گاہنی (تھریشر) میں دے دیا گیا تو ۸۵ کوئنٹل پر نہیں بلکہ پوری پیداوار یعنی سو کوئنٹل پر زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ادا کرنی ہوگی۔

متفرق مسائل:

☆ پیداوار کی زکاۃ میں جو حصہ ادا کرنا واجب ہے مثلاً ایک کوئنٹل گندم تو گندم کے بجائے اگر اس کی قیمت دے دی جائے تو بھی جائز ہے۔ (شامی)

☆ اگر رہائشی مکان کے ارد گرد یا اس کے صحن میں کسی پھل مثلاً امرود کا پیڑ لگا لیا یا معمولی سی کھیتی کر لی تو اس پر زکاۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) واجب نہیں ہے۔ (شامی)

☆ ہندوستان کی آراضی عام طور پر عشری ہیں، یعنی پیدوار کا دس یا پانچ فیصد مستحقین زکاۃ کو ادا کرنا چاہئے۔ مولانا عبدالصمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ ہندوستانی آراضی کی کل تیرہ صورتیں ہیں، جن میں سے دس میں اصولاً عشر یا نصف عشر واجب ہوتا ہے اور تین میں احتیاطاً عشر یا نصف عشر ادا کرنا چاہئے۔ (جدید فقہی مسائل۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب)

☆ ہندوستان کی آراضی میں پیداوار پر زکاۃ کے سلسلہ میں بعض علماء کا اختلاف بھی ہے مگر قرآن کریم کی آیات واحادیث کے عموم کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ ہر پیدوار کا دس یا پانچ فیصد مستحقین زکاۃ کو ادا کیا جائے۔

کھیتی کی زکاۃ کے مستحقین بھی مستحقینِ زکوٰۃ کی طرح ۸ ھیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۰ میں ۸ مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے:

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال واسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔

(۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

(۳) جو کارکن زکاۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔

(۴) جن کی دلجوئی کرنا منظور ہو۔

(۵) وہ غلام جسکی آزادی مطلوب ہو۔

(۶) قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔

(۷) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔

(۸) مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری جانی ومالی تمام عبادتوں کو قبول فرمائے، آمین۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی، ریاض (najeebqasmi@yahoo.com)